قرآن و حدیث کی روشنی میں

ایصالِ ثواب

مع

فاتحہ کا طریقہ

بفیضانِ کرم

خلیفہ مفتی اعظم ہند، سرمایہ اہلسنت، نبیرہ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مولانا

مفتی محمد اختر رضا خان الازہری قادری برکاتی مدظلہ العالی

مصدقہ

پاسبانِ مسلک اعلیٰ حضرت، مخدوم اہلسنت، نبیرہ صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا

مفتی محمد عطاء المصطفیٰ اعظمی مدظلہ العالی

مؤلف

عبد المصطفیٰ محمد شبیر رضا خان اختر القادری رضوی

ناشر

بزم غلامانِ غوث و رضا

جامع رحمت مسجد بھیم پورہ (مدنی پورہ)، کراچی

تقدیم

عطاء المصطفیٰ اعظمی

نبیرہ صدر الشریعہ، مفتی اہلسنت، حضرت علامہ مولانا عطاء المصطفیٰ اعظمی صاحب مدظلہ العالی

مفتی دار العلوم امجدیہ، عالمگیر روڈ، کراچی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لولیہ و الصلوۃ و السلام علی نبیہ

حضور اقدس ﷺ کی حیات ظاہری سے لے کر تمام قرون میں آج تک ایصال ثواب یعنی اپنے اعمال حسنہ کا ثواب مسلمانوں کی روح کو پہونچانا جاری و ساری ہے اور انشاء اللہ تا قیام قیامت جاری و ساری رہے گا کسی زمانہ میں علاوہ معتزلہ اور نام نہاد اہل حدیث (غیر مقلدوں) اور دیوبندیوں کے کسی نے اس کا انکار نہ کیا اور ایصال ثواب کے جواز پر کئی آیات قرآنیہ اور بے شمار احادیث نبویہ دال ہیں ذیل میں چند حدیثیں برکت کے لئے درج کی جاتی ہیں۔

(۱) عن انس رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اعمالکم تعرض علی اقاربکم و عشائرکم فان کان خیرا اسبشروا و ان کان غیر ذلک قالوا اللھم لاتمتھم حتی تھدیھم کما ھدیتنا۔

یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک تمہارے اعمال تمہارے عزیز و اقارب کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اگر اچھے عمل ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں ورنہ کہتے ہیں اے اللہ! انہیں موت نہ دے یہاں تک کہ انہیں ہدایت دیدے جس طرح تو نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی۔ (مسند احمد ۱۶۵/۳، حکیم ترمذی نوادر الاصول، ۲۱۳)

(۲) جاء أن رجلا قال یا رسول اللہ! انہ کان لی أبوان أبرھما فی حال حیاتھما فکیف لی ببرھما بعد موتھما؟ فقال ﷺ ان من البر أن تصلی لھما مع صلاتک و أن تصوم لھما مع صیامک۔

ایک صحابی رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میرے والدین حیات تھے تو میں ان کی خدمت کیا کرتا تھا اب انکی وفات کے بعد ان کی خدمت کس طرح کروں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نیکی میں سے یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے بھی نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے بھی رکھے۔ (دار قطنی کتاب الجنائز)

(۳) قال رجل للنبی ﷺ ان أمی افتلتت نفسھا فھل لھا أجر ان تصدقت عنھا؟ قال نعم اھ۔

یعنی ایک صحابی نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ ﷺ میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہیں اگر میں ان کے لئے صدقہ کروں تو کیا اس کا انہیں ثواب و فائدہ پہنچے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں۔ (بخاری کتاب الجنائز باب موت الفجائۃ٬ مسلم وصیۃ نسائی وصیۃ)

(۴) اسی طرح حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انکی والدہ سے متعلق (مسند احمد ص ۲۸۵ جلد ۵٬ ابوداؤد ص ۲۳۶ جلد ۱ باب الزکوۃ) میں ایک حدیث مروی ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

عن سعد رضی اللہ تعالی عنہ أنہ سأل النبی ﷺ و قال یا نبی اللہ! ان أمی قد افتلتت و اعلم أنھا لو عاشت لتصدقت أ فان تصدقت عنھا ینفعھا ذلک؟ قال نعم فسأل النبی ﷺ أی الصدقۃ أنفع یا رسول اللہ؟ قال الماء فحفر بئرا و قال ھذہ لأم سعد.

(مسند احمد ص ۲۸۵ ج ۵٬ ابوداؤد ص ۲۳۶ ج ۱ باب الزکوۃ)

(۵) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ أن رجلا قال للنبی ﷺ ان أبی مات و لم یوص أ فینفعہ ان أتصدق عنہ قال نعم.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! ﷺ میرے والد کا انتقال ہوگیا اور انہوں نے کوئی وصیت نہیں کی اگر میں انکی طرف سے صدقہ (ایصال ثواب) کروں تو کیا انہیں اس کا فائدہ پہنچے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں۔ (مسلم، ص ۴۱، ج ۲، باب الوصیۃ)

اس کے علاوہ کئی حدیثیں ایصال ثواب کے جواز کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں اس رسالہ میں عزیز گرامی عبد المصطفیٰ محمد شبیر اختر القادری صاحب نے انوکھے انداز میں مختلف دلائل شرعیہ اور خود معترضین اور اسے بدعت و شرک قرار دینے والوں کی کتابوں کے حوالے سے ثبوت فراہم کیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب لبیب ﷺ کے صدقے و طفیل اس رسالہ کو مقبول عام فرمائے اور اسے نفع بخش بنائے اور مرتب کو اس کا بہترین صلہ دنیا و آخرت میں عطا فرمائے۔ آمین

عطاء المصطفیٰ اعظمی عفی عنہ

دار العلوم امجدیہ عالمگیر روڈ، کراچی

یکم ذی الحج ۱۴۲۳ھ، ۳ فروری ۲۰۰۳ء

پیش لفظ

حضرت علامہ مولانا محمد وسیم قادری ضیائی

(خطیب وامام بادامی مسجد، بانی ومہتمم مرکز العلوم الاسلامیہ)

باسمہ تعالیٰ

تحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:۔ تفرق امتی علی ثلاثة و سبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة قالوا من هی قال ما انا علیه و اصحابی. (ترمذی ومشکوٰۃ)

ترجمہ:۔ میری امت تہتر گروہ پر تقسیم ہو جائے گی بہتر گروہ جہنم میں جائیں گے اور ایک گروہ جنت میں تو صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) نے سوال کیا کہ وہ کونسا گروہ ہے جو جنت میں جائے گا تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب مرحمت فرمایا جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہو۔

الحمدللہ وہ ملت و جماعت جو سرکار ﷺ و صحابہ کرام علیہم الرضوان کے طریقہ پر چلتی ہے وہ صرف اہلسنت و جماعت ہے۔ اہلسنت و جماعت کا ہر عمل تعلیمات قرآن وسنت کے مطابق و موافق ہے۔ ان ہی عملیات میں سے ایک عمل ایصال ثواب بھی ہے۔ ایصال ثواب کا انکار صرف معتزلہ نے کیا تھا جس کو علامہ تفتازانی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب شرح عقائد نسفی صفحہ نمبر 171 میں ذکر فرمایا آج ذریت معتزلہ گروہ اول نام نہاد اہل حدیث (غیر مقلدوں) نے ایصال ثواب کا انکار کیا۔ جبکہ گروہ دیگر دیوبندیوں نے سوئم، تیجہ، عرس وغیرہ کا انکار کر کے پس پردہ ایصال ثواب کا انکار کیا۔ لیکن ہمارے علمائے حقہ نے احقاق حق وابطال باطل کا مبارک فریضہ انجام دیتے ہوئے اثبات ایصال ثواب پر کافی وشافی اور معترضین کے دندان شکن جوابات قلم بند کیے۔ انہیں دلائل سے منتخب کردہ دلائل اس کتاب جو کہ مرتب کردہ عزیزم عبدالمصطفیٰ محمد شبیر اختر القادری کے اندر موجود ہیں۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعاگو ہوں کہ مولائے کریم مسلک حق اہلسنت و جماعت (بریلوی) پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

محمد وسیم ضیائی

مرکز العلوم الاسلامیہ، میٹھادر کراچی

۲۵ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ ۲۸ اپریل ۲۰۰۳ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ سَیِّدُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ

ہمارا دینِ اسلام کامل واکمل دین ہے جو زندگی کے ہر شعبے پر مکمل روشنی ڈالتا ہے چاہے وہ روحانی ہو یا جسمانی دینی ہو یا دنیاوی ہر ایک کی اصل قرآن واحادیث میں موجود ہے یہ مختصر کتابچہ بنام "ایصال ثواب" قرآن واحادیث کے دلائل، بزرگانِ دین علیہم الرحمہ کے اقوال اور معمولات سے مزین کیا گیا ہے اور ان دلائل حقہ سے ایصال ثواب کا ثبوت اور اس کی اہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہے نیز ایصال ثواب کو لغو یا بدعت یہ کہنے والے اکابرِ دیوبند کے معمولات سے بھی اس کا ثبوت اس کتابچہ میں پیش کیا گیا ہے۔ ہمیں بدعتی اور مشرک کہنے والو اپنے اکابر کو کیا کہو گے؟ یہ وہابی، دیوبندی سیدھے سادے مسلمانوں کو اکثر کہتے ہیں کہ فاتحہ خوانی کرنا بدعت ہے اس لیے کہ قرآن وحدیث میں اس کا کہیں ذکر نہیں آیا ہم کہتے ہیں ہمارے بزرگانِ دین نے تو بہت پہلے ایصال ثواب کے بے شمار دلائل قرآن واحادیث سے تحریر کردیئے ہیں اگر تم سچے ہو تو قرآن وحدیث سے ایک بھی ایسی دلیل لے آؤ جس میں فاتحہ خوانی کرنے کی ممانعت ہو ان دیوبندیوں کے اکابر تو کوئی دلیل نہ دے سکے تو یہ کیا دیں گے اور قیامت تک نہ دے سکیں گے یہ لوگ تو صرف سیدھے سادے لوگوں کو قرآن وحدیث کے نام پر گمراہ کرتے ہیں اور کسی اہل علم سے صرف نظر کر کے گذر جاتے ہیں۔ فاتحہ نام اس لیے مشہور ہو گیا کہ اس میں "الحمد شریف" پڑھی جاتی ہے اس لیے اسکا نام فاتحہ مشہور ہو گیا یعنی "فاتحہ" قرآن شریف پڑھنے کا نام ہے کیا کوئی مسلمان کسی مسلمان کو قرآن شریف پڑھنے سے منع کر سکتا ہے؟

فاتحہ خوانی (ایصال ثواب) سے منع کرنا عین اسلام نہیں۔ بلکہ اسلام سے دشمنی ہے۔ یہ صرف عشق رسول ﷺ کی کمی اور اولیاء کرام اور بزگان دین علیہم الرحمہ سے تعصب وعداوت کی وجہ سے کہتے ہیں ورنہ ان کے پاس اس کے نہ کرنے کا کوئی ثبوت نہیں۔

انگریز جو کہ مسلمانوں کا کھلا دشمن ہے اس نے سوچا کہ مسلمانوں میں کس طرح جذبہ جہاد اور حضور ﷺ اور بزرگانِ دین علیہم الرحمہ کی محبت کو کم کریں یعنی کس طرح مسلمانوں کو گمراہ کریں۔ تو اس نے ایک ایسا گروہ بنایا جو بظاہر تو مسلمان لگے لیکن اس کے عقائد ونظریات وہ ہو جو انگریز کے ہوں تو اس نے اپنی جماعت بنائی جسے آج ہم "دیوبندی" "وہابی" کہتے اور ان کے اکابر علماء کو تو ہر ماہ انگریزی حکومت سے وظیفہ (تنخواہ) ملتا تھا جو کہ ان ہی کی مستند کتب سے ثابت ہے۔

عبادت کی تین قسمیں ہیں (۱) بدنی (۲) مالی (۳) بدنی ومالی مجموعہ

(۱) بدنی :۔ جس کا تعلق بدن سے ہو۔ جیسے نماز، روزہ، قرآن پاک کی تلاوت، تسبیح وتہلیل، دعا، استغفار وغیرہا۔

(۲) مالی: یہ جس کا تعلق مال سے ہو۔ جیسے زکوٰۃ وصدقات اور خیرات وغیرہ۔

(۳) مرکب :۔ جس کا تعلق دونوں سے ہو۔ جیسے حج: اس میں مال بھی خرچ ہوتا ہے اور مکہ مکرمہ پہنچ کر بدن کے ساتھ حج کے ارکان بھی ادا کرنے پڑتے ہیں۔

مسلمان بندہ جب یہ عبادت اخلاص کے ساتھ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کو ثواب عطا فرماتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمان اپنی کسی بھی عبادت کا ثواب متوفی مسلمان (مرنے والے مسلمان) کو پہنچا سکتا ہے یا نہیں؟

جمہور اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ ثواب پہنچا سکتا ہے اور اس سے مردہ کو بھی نفع پہنچتا ہے مگر افسوس اسلامی روپ میں ایسے چند افراد پیدا ہو گئے جنہوں نے ایصال ثواب کا انکار شروع کر دیا۔ حالانکہ وہ قرآن وحدیث پر ایمان رکھنے کے مدعی ہیں تعجب ہے کہ وہ قرآن وحدیث پر ایمان رکھنے کے دعوے دار ہو کر ایصال ثواب اور اس کے مفید ونافع ہونے کے منکر ہیں قرآن وحدیث پر ایمان وعمل کا دعویٰ اور ایصال ثواب کا انکار۔ یہ دونوں چیزیں تو ایسی ہیں جو کبھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ ایسے حضرات کو ان دلائل پر گہری نظر سے غور کرنا چاہیے نیز اپنی ہی تلوار سے اپنا خون کرنے پر غور کرنا چاہیے۔

عبادات کو ایصال ثواب کرنے پر قرآن سے دلیل:

عبادتِ بدنی کے ثواب پہنچانے کے متعلق قرآن حکیم میں ہے:

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ ٥ (پ ۲۸، سورۃ الحشر آیت نمبر ۱۰)

اور وہ (لوگ) جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ (کنز الایمان)

عباداتِ بدنی کو ایصال ثواب کرنے پر احادیث سے دلائل:

میت کے لئے دعا کرنا:۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

مَاالْمَيِّتُ فِى الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ اِلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَآءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَآءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ.

(مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۶، باب الاستغفار والتوبہ، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

ترجمہ:۔ مردہ کی حالت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریاد کرنے والے کی طرح ہوتی ہے۔ وہ انتظار کرتا ہے کہ اسکے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی طرف سے اس کو دعاء پہنچے اور جب اس کو کسی کی دعا پہنچتی ہے۔ تو وہ دعاء کا پہنچنا اس کو دنیا و مافیہا (دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) سے محبوب تر ہوتا ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعا سے اہل قبور کو پہاڑوں کی مثل اجر و رحمت عطا کرتا ہے۔ اور بے شک زندوں کا تحفہ مردوں کی طرف یہی ہے کہ ان کیلئے بخشش کی دعا مانگی جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں اپنے ایک نیک بندے کا درجہ بلند فرمایا۔

فَيَقُوْلُ يَارَبِّ اَنّٰى لِىْ هٰذِهٖ ؟ فَيَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۶، باب الاستغفار والتوبہ، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

ترجمہ:۔تو وہ عرض کرتا ہے اے میرے رب میرا درجہ کیونکر بلند ہوا؟ ارشاد ہوا کہ تیرا بیٹا جو تیرے لئے دعائے بخشش مانگتا ہے اسکے سبب سے۔

میت کے لیے استغفار کرنا:۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

يَتْبَعُ الرَّجُلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْحَسَنَاتِ اَمْثَالُ الْجِبَالِ فَيَقُوْلُ اَنّٰى هٰذَا؟ فَيُقَالُ بَاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ۔ (الادب المفرد للبخاری، ص۹)

ترجمہ:۔قیامت کے دن پہاڑوں جیسی نیکیاں انسان کے اعمال سے لاحق ہوں گی تو وہ کہے گا کہ یہ کہاں سے ہیں؟ تو فرمایا جائے گا کہ یہ تمہاری اولاد کے استغفار کے سبب سے ہیں جو تمہارے لئے کیا گیا۔

ایک روح پرور واقعہ:۔میت کیلئے نماز پڑھنا:۔

شرح الصدور میں یہ واقعہ نقل ہے کہ حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ اولیاء کبار (بڑے بڑے اولیاء) میں سے ہیں۔فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کی رات کو قبرستان میں گیا۔میں نے دیکھا کہ وہاں نور چمک رہا ہے۔میں نے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کو بخش دیا ہے۔غیب سے آواز آئی، اے مالک بن دینار (علیہ الرحمہ) یہ مسلمانوں کا تحفہ ہے جو انھوں نے قبر والوں کو بھیجا ہے۔میں نے کہا تمہیں خدا کی قسم ہے مجھے بتاؤ مسلمانوں نے کیا تحفہ بھیجا ہے؟

اس نے کہا کہ ایک مومن مرد نے اس رات اس قبرستان میں قیام کیا تو اس نے وضو کر کے دو رکعتیں پڑھیں اور ان دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں **قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ** (پوری سورہ کافرون) پڑھی اور دوسری رکعت میں **قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ** (پوری سورہ اخلاص) پڑھی اور کہا اے اللہ! ان دو رکعتوں کا ثواب میں نے ان تمام قبر والے مومنین کو بخشا۔پس اسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ روشنی اور نور بھیجا ہے اور ہماری قبروں میں کشادگی اور فرحت پیدا فرمادی ہے۔حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اسکے بعد ہمیشہ دو رکعتیں پڑھ کر ہر جمعرات کو میں مومنین کو بخشتا ہوں۔ایک رات میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا، فرمایا اے مالک بن دینار! بے شک اللہ نے تجھ کو بخش دیا۔جتنی مرتبہ تو نے میری امت کو نور کا ہدیہ بھیجا ہے۔اور اتنا ہی اللہ نے تیرے لئے ثواب کیا ہے۔اور نیز اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے

جنت میں ایک مکان بنایا ہے جسکا نام منیف ہے۔ میں نے عرض کیا منیف کیا ہے؟ فرمایا! جس پر اہل جنت بھی جھانکیں گے (وہ مکان جو جنت میں بنایا جائے گا اور اس قدر خوبصورت ہوگا کہ اہل جنت بھی اس پر رشک کریں گے)۔ (شرح الصدور، ص ۳۴۶، ۳۴۷)

لہٰذا ہم سب کو چاہئے کہ ہو سکے تو روزانہ ورنہ ہر جمعرات کو دو رکعتیں پڑھ کر اس کا ثواب تمام مومنین مومنات، مسلمین مسلمات کو پہنچا کر اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی خوشنودی حاصل کریں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لیے نماز پڑھنا:۔

حضرت صالح بن درہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حج کے واسطے مکہ مکرمہ پہنچے تو وہاں ہمیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور فرمایا تمہارے شہر بصرہ کے قریب ایک بستی ہے جس کا نام ابلہ ہے اس میں ایک مسجد عشار ہے لہٰذا تم میں سے کون میرے ساتھ وعدہ کرتا ہے کہ اس مسجد میں میرے لیے دو یا چار رکعتیں پڑھے؟

وَ يَقُوْلُ هٰذِهٖ لِاَبِیْ هُرَيْرَةَ. (مشکوۃ شریف، ص ۴۶۸، باب الملاحم، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

ترجمہ:۔ اور کہے کہ یہ رکعتیں ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے واسطے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مسجد عشار سے شہداء کو اٹھائے گا جو شہدائے بدر کے ساتھ ہوں گے۔

اس حدیث شریف میں غور فرمائیے کہ حضور ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے ہیں کہ میرے لیے نماز پڑھنا اور یوں کہنا هٰذِهٖ لِاَبِیْ هُرَيْرَةَ کہ یہ نماز ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لیے ہے یعنی اس کا ثواب ابو ہریرہ کے لیے ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ عبادت بدنی کا ثواب دوسرے شخص کو پہنچایا جا سکتا ہے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ۔

یہ بھی یاد رہے کہ نماز ایک خاص عبادت ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اس کے متعلق بھی یہ فرمایا کہ یوں کہنا کہ یہ ابو ہریرہ کے لئے ہے۔ معلوم ہوا کہ جس عبادت کا ثواب جس کو پہنچانا ہو اس کا نام لے۔ یعنی یوں کہے کہ یہ فلاں کے لیے ہے تو جائز ہے اور حدیث سے ثابت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ مقامات جو فضیلت و شرف رکھتے ہیں وہاں عبادت و نیکی کرنا بہت ہی باعث فضیلت اور موجب اجر و ثواب ہے۔

عباداتِ مالی کو ایصال ثواب کرنے پر احادیث سے دلائل

فاتحہ، بدنی اور مالی عبادات کا مجموعہ ہے بدنی کا ثبوت گذر چکا اب مالی کا حال سنئے۔

میت کے لیے صدقہ و خیرات کرنا:۔

یَاصَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِیْقِ ھٰذِہٖ ھَدِیَّۃٌ اَھْدَھَا اِلَیْکَ اَھْلُکَ فَاقْبِلْھَا فَتَدْخُلُ عَلَیْہِ فَیَفْرَحُ بِھَاوَ یَسْتَبْشِرُ وَیَحْزَنُ جِیْرَانُہُ الَّذِیْنَ لَمْ یُھْدیٰ اِلَیْھِمْ شَیْءٌ.

(احیاء العلوم وطبرانی، بحوالہ شرح الصدور، ص ۳۴۸)

ترجمہ:۔ اے گہری قبر والے یہ ہدیہ وتحفہ جو تیرے گھر والوں نے تیری طرف بھیجا ہے تو اس کو قبول کر تو وہ قبر والا اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے اور (دوسروں کو) خوشخبری دیتا ہے اس کے ہمسائے جن کی طرف ان کے گھر والوں کی طرف سے کوئی ہدیہ نہیں پہنچتا غمگین وافسردہ ہوتے ہیں۔

اِنَّ الصَّدَقَۃَ عَنِ الْمَیِّتِ تَنْفَعُ الْمَیِّتَ وَ یَصِلُہٗ ثَوَابُھَا وَھُوَ اِجْمَاعُ الْعُلَمَاءِ۔ (تفسیر خازن، ص ۱۹۹، ج ۴، وشرح الصدور، صفحہ ۳۴۶)

ترجمہ:۔ بیشک صدقہ میت کو نفع دیتا ہے اور اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور تمام علماء کا اس پر اجماع ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔

اِذَا تَصَدَّقَ اَحَدُکُمْ بِصَدَقَۃٍ تَطَوُّعًا فَیَجْعَلُھَا عَنْ اَبَوَیْہِ فَیَکُوْنُ لَھُمَا اَجْرُھُمَا وَ لَا یَنْتَقِصُ مِنْ اَجْرِہٖ شَیْئًا۔ (رواہ الطبرانی والبیہقی فی شعب الایمان، بحوالہ شرح الصدور، ص ۳۴۸)

ترجمہ:۔ جب تم میں کوئی نفلی صدقہ کرے تو اس کا ثواب اپنے ماں باپ کو بخش دے تو اس کا اجر اس کے ماں باپ کو بھی ملے گا اور اس کے اجر میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی۔

ضروری مسئلہ:۔ ایصال ثواب کو کسی کے نام سے منسوب کرنے پر جو حضرات متعدد اعتراض کرتے ہیں مثلاً گیارہویں کی فاتحہ، رجب کے کونڈے یا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز وہ اس سلسلے میں مشکوٰۃ اور ابوداؤد شریف کی اس حدیث کو پڑھیں۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔

فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَّقَالَ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ۔

(مشکوۃ صفحہ ۱۶۹، باب فضل الصدقۃ، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، وابوداؤد، کتاب الزکوۃ)

ترجمہ:۔ تو کون سا صدقہ افضل ہے (جو ماں کیلئے کروں) فرمایا پانی۔ تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوا دیا اور کہا کہ یہ سعد کی ماں کیلئے ہے۔

اس حدیث میں یہ بات نہایت ہی قابل غور وفکر ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے ہیں هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ کہ یہ کنواں سعد کی ماں کیلئے ہے یعنی انکی روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے بنوایا گیا ہے۔ اس سے نہایت واضح طور پر ثابت ہوا کہ جسکی روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے کوئی صدقہ وخیرات کیا جائے اگر اس صدقہ اور خیرات اور نیاز پر مجازی طور پر اسکا نام لیا جائے یعنی یوں کہا جائے کہ یہ سبیل حضرت امام حسین اور شہدائے کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیلئے ہے۔ یا یہ کھانا یا یہ نیاز صحابہ کرام یا اہل بیت اطہار، یا غوث اعظم، یا خواجہ غریب نواز رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کیلئے ہے۔ تو ہرگز ہرگز اس سبیل کا پانی اور وہ کھانا اور نیاز وغیرہ حرام نہ ہوگا۔ ورنہ پھر یہ کہنا پڑیگا کہ اس کنوئیں کا پانی حرام تھا۔ حالانکہ اس کنوئیں کا پانی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور بعد میں تابعین، تبع تابعین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور اہل مدینہ نے پیا۔ کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ ان سب مقدس حضرات نے حرام پانی پیا تھا؟ معاذ اللہ کوئی مسلمان ہرگز ایسا نہیں کہہ سکتا۔ جس کنوئیں کے پانی کے متعلق یہ کہا گیا کہ یہ سعد کی ماں کیلئے ہے اس کنوئیں کا پانی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک حلال وطیب ہے تو جس سبیل کے پانی کے متعلق یہ کہا جائے یہ امام حسین اور شہدائے کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیلئے ہے یا یہ نیاز وغیرہ فلاں مومن کیلئے ہے تو وہ مسلمانوں کے نزدیک بھی حلال وطیب ہے۔

میت کے لئے قربانی کرنا وغلام آزاد کرنا:۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے ایک مینڈھا ذبح کر کے فرمایا:۔

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(مسلم، ابوداؤد کتاب الاضاحی)

ترجمہ:۔ اے اللہ! اس کو میری اور میری آل کی طرف سے اور میری امت کی طرف سے قبول فرما

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔ حضور اکرم ﷺ نے ایک مینڈھا ذبح کر کے فرمایا۔

هٰذَا عَنِّيْ وَ عَمَّنْ لَّمْ يُضَحِّ مِنْ اُمَّتِيْ. (مسلم، ابوداؤد کتاب الاضاحی)

ترجمہ:۔ یہ قربانی میری اور میری امت کے اس شخص کی طرف سے جس نے قربانی نہیں کی۔

فائدہ:۔ یہ قربانی اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور اس کا ثواب بندوں کو پہنچانا مطلوب ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ بندوں کا نام لیا جائے تو حرج نہیں البتہ ذبح کرتے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کا نام لیا جاتا ہے یعنی بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَر کوئی مسلمان کسی غیر اللہ کا نام لے کر ذبح نہیں کرتا۔ دیکھئے حضور سرور عالم ﷺ نے قربانی کرنے کے بعد واضح الفاظوں میں فرمادیا کہ یہ میری اور میری امت کی طرف سے ہے۔

اگر ہم غوث پاک کی گیارہویں کریں تو ہم مشرک کیوں؟ بلکہ ہمارے حضور پر نور ﷺ نے قیامت تک آنے والے تمام امتیوں کا اپنی خیرات (قربانی) میں نام لیا۔

حضرت خش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو قربانیاں کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ آپ دو قربانیاں کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَوْصَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ عَنْهُ فَاَنَا اُضَحِّیْ عَنْهُ. (ترمذی وابوداؤد)

ترجمہ:۔ حضور ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں ایک قربانی ان کی طرف سے کیا کروں۔ لہٰذا ایک اپنی اور ایک ان کی طرف سے کرتا ہوں۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ (ﷺ) میری ماں مر چکی ہے کیا میں اسکی طرف سے غلام آزاد کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ (شرح الصدور، ص ۳۴۹)

حضرت ابو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا كَانَا يُعْتِقَانِ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ بَعْدَ مَوْتِهٖ. (شرح الصدور، صفحہ ۳۵۰)

کہ حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد ان کی طرف سے غلام آزاد کیا کرتے تھے۔

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ ایک کا عمل دوسرے کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ دیکھئے حضور ﷺ نے خود اپنی آل اور امت کی طرف سے قربانی کی ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی طرف سے قربانی کرنے کی وصیت فرمائی ہے اور پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس پر عمل پیرا ہونا اور وفات کے بعد ان کی طرف سے ایصال ثواب کیلئے غلام آزاد کرنا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ زندہ کا عمل وفات پانے والوں اور زندوں کے لیے ایصال ثواب کرنا مفید ونفع بخش ہے۔

ہدایہ شریف :۔ ہدایہ شریف جو کہ فقہ کی مشہور معتبر کتاب ہے اور مخالفین ومنکرین کے مدارس میں بھی پڑھائی جاتی ہے اس میں لکھا ہے کہ بے شک انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے شخص کو پہنچا سکتا ہے خواہ نماز کا ہو، روزہ کا ہو یا صدقہ وخیرات وغیرہ کا (ثواب) ہو یہ اہلسنت وجماعت کے نزدیک جائز ہے بلکہ علمائے کرام کے نزدیک زندوں کو بھی ایصال ثواب کرنا جائز ہے۔

اسی طرح حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل اور جمہور علماء سلف علیہم الرضوان کا مذہب ہے کہ نماز، روزہ، صدقہ وغیرہ کا ثواب دوسروں کو پہنچتا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فتویٰ:۔

دشیر برنج بنا بر فاتحه بزرگے بمقصد ایصال ثواب بروح ایشان پزند و بخور انند مضائقه نیست جائز است واگر فاتحه بنام بزرگے داده شود اغنیا را هم خوردن جائز است۔ (زبدۃ النصائح، ص:۱۳۲)

ترجمہ:۔ کسی بزرگ کی فاتحہ اور ایصال ثواب پہنچانے کے لئے جو کھیر یا کھانا پکاتے ہیں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جائز ہے نیز لوگوں کو کھلاتے ہیں جائز ہے۔ اگر کسی بزرگ کی فاتحہ دلا کر مالداروں کو بھی کھلائیں تو بھی جائز ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا فتویٰ:۔

وہ کھانا جو حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نیاز کیلئے پکایا جائے اور جس پر فاتحہ وقل شریف اور درود پڑھا جائے وہ تبرک ہو جاتا ہے اور اسکا کھانا بہت ہی اچھا ہے۔ (فتاویٰ عزیزیہ، ص ۷۵)

عبادات مالی وبدنی کو ایصال ثواب کرنے پر احادیث مبارکہ

طبرانی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی میری ماں مر چکی ہے کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔

طبرانی اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میت کی طرف سے حج کیا تو حج کرنے والے اور جس کی طرف سے حج کیا ہے دونوں ہی کو ثواب ملے گا۔ (شرح الصدور، ص ۳۴۹)

صدقہ جاریہ کرنے والے کے لیے سات فوائد:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مومن جب انتقال کرتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ مگر سات چیزوں کا ثواب اس کو مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔

اول: اگر اس نے کسی کو علم دین سکھایا تو اس کو برابر ثواب ملتا رہے گا۔ جب تک وہ علم دنیا میں جاری رہے گا۔

دوم: یہ کہ اس کی نیک اولاد ہو، جو اسکے حق میں دعا کرتی رہے۔

سوم: یہ کہ وہ قرآن شریف چھوڑ گیا ہو۔

چہارم: یہ کہ اس نے مسجد بنوائی ہو۔

پنجم: یہ کہ اس نے مسافروں کے آرام کے لئے مسافر خانہ بنوایا ہو۔

ششم: یہ کہ اس نے کنواں یا نہر وغیرہ کھدوائی ہو یا درخت لگایا ہو۔

ہفتم: یہ کہ اس نے اپنی زندگی میں صدقہ دیا ہو تو یہ چیزیں جب تک موجود رہیں گی اس کو ثواب ملتا رہے گا۔ (شرح الصدور، ص ۳۴۵)

سوئم، ساتواں، دسواں، چہلم، برسی، گیارہویں شریف یا عرس منعقد کرنا

جب آپ نے مسئلہ ایصال ثواب کو اچھی طرح سمجھ لیا تو یہ بھی جان لیجئے کہ گیارہویں، کونڈے، سبیل، سوئم، ساتواں و دسواں، چہلم اور برسی وغیرہ یہ سب ایصال ثواب کے نام ہیں اور ایصال ثواب قرآن وحدیث سے ثابت ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ تو اب ان کے جائز ہونے میں کیا شبہ رہا۔

بزرگوں نے فرمایا، میت پر تین دن خاص کر سوگ کیا جاتا ہے۔ تین دن سوگ کیا ہے؟ گھر کے چند افراد مل کر صدقہ کریں، یا قرآن شریف اور ذکر و اذکار اور آیت کریمہ وغیرہ پڑھیں اور اسکا ثواب میت کی روح کو پہنچائیں۔ اس کا نام سوئم یا تیجا مشہور ہو گیا اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا بھی تیجا ہوا چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

روز سوئم کثرت هجوم مردم آنقدر بود که بیروں از حساب ست، هشتاد و یك كلام الله بے شمار آمده زیاده هم شده باشد و کلمه راحصر نیست۔ (ملفوظات عزیزی، ص ۵۵)

ترجمہ:۔ کہ تیسرے دن لوگوں کا ہجوم اس قدر تھا کہ شمار سے باہر ہے۔ اکیاسی بار کلام اللہ ختم ہوئے

بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوئے ہوں گے اور کلمہ طیبہ کا تو اندازہ ہی نہیں کہ کتنا پڑھا گیا۔
حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اِنَّ الْمَوْتٰی یُفْتَنُوْنَ فِیْ قُبُوْرِھِمْ سَبْعًا فَکَانُوْا یَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ یُّطْعَمَ عَنْھُمْ تِلْکَ الْاَیَّامَ. (ابونعیم فی الحلیۃ امام احمد فی الذہد)

ترجمہ:۔ کہ بے شک مردے سات روز تک اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہیں تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سات روز تک ان کی جانب سے کھانا کھلانا مستحب سمجھتے تھے۔
چنانچہ شیخ المحدثین حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وتصدق کردہ شود از میت بعد رفین او از عالم تا ہفت روز.

ترجمہ:۔ اور میت کے مرنے کے بعد سات روز تک صدقہ کرنا چاہئے۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ)

بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ میت کی روح کو چالیس دن تک اپنے گھر اور مقامات سے خاص تعلق رہتا ہے جو بعد میں نہیں رہتا۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ: مومن پر چالیس روز تک زمین کے وہ ٹکڑے جن پر وہ خدا تعالیٰ کی عبادت واطاعت کرتا تھا اور آسمان کے وہ دروازے جن سے کہ اس کے عمل چڑھتے تھے اور وہ کہ جن سے اس کی روزی اترتی تھی، روتے رہتے ہیں۔
اسی لیے بزرگان دین نے چالیسویں روز بھی ایصال ثواب کیا کہ اب چونکہ وہ خاص تعلق سے منقطع ہو جائے گا لہٰذا ہماری طرف سے روح کو کوئی ثواب پہنچ جائے تا کہ وہ خوش ہو ان سب کی اصل یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے تیسرے، دسویں و چالیسویں دن اور چھٹے مہینے اور سال کے بعد صدقہ دیا۔

(کذا فی الانوار الساطعة معز یا الی مجموعة الروایات حاشیة خزانة الروایات)

معلوم ہوا کہ یہ مروجہ تیجہ، ساتواں، چہلم اور گیارہویں، چھٹی شریف وغیرہ دراصل ایصال ثواب کے نام ہیں جو کہ جائز ہیں۔ ان محافل کا اصل مقصد قرآن پاک کی تلاوت، نعت خوانی اور لنگر وغیرہ کی تقسیم سے جو ثواب ملتا ہے اس کو ایصال ثواب کرنا ہے۔ ان کو بدعت سیئہ یا لغویات وغیرہ کہنا گمراہی ہے۔

ایصال ثواب کے جائز ہونے پر اکابر دیوبند کے پیر و مرشد کے فتاویٰ:۔

پس یہ ہیئت مروجہ ایصال ثواب (ایصال ثواب کا موجودہ طریقہ) کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں اور

گیارہویں حضور غوث پاک قدس سرہ کی، دسویں، بیسویں، چہلم، ششماہی، سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اور سہ منی (تین ماہ کی) حضرت شاہ بوعلی قلندری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وحلوائے شب برأت اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اس قائدے پر مبنی ہیں اور مشرب فقیر (حاجی امداداللہ) کا اس مسئلے میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس ہیئت (طریقہ انداز) کا نہیں ہے مگر کرنے والوں پر انکار نہیں کرتا۔ (کلیات امدادیہ باب فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۸۲ مصنف حاجی امداداللہ مہاجر مکی)

دیوبندی مکتبہ فکر کا مولوی اشرفعلی تھانوی لکھتا ہے کہ:۔

ہر شخص کو اختیار ہے کہ عمل کا ثواب مردے کو یا زندہ کو کردے جس طرح مردہ کو ثواب پہنچتا ہے اسی طرح زندہ کو بھی ثواب پہنچ جاتا ہے (التذکیر، ص ۵۵، جلد ۳)

اب ان معمولات اہلسنّت کو حرام و بدعت کہنے والے اپنے بڑے پیر صاحب کی ہی بات کو مان لیں ورنہ اپنے دوسرے بڑے عالم کی بات مان لیں۔

دیوبند و غیر مقلد کے عظیم پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی کے فتاویٰ:۔

۱۔ طالب کو چاہئے کہ پہلے وہ باوضو دو زانو بطور نماز بیٹھ (جس طرح التحیات میں بیٹھتے ہیں) کر اس طریقہ کے بزرگوں حضرت معین الدین سنجری اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہما الرحمۃ وغیرہ حضرات کے نام کا فاتحہ پڑھ کر بارگاہ خداوندی میں ان بزرگوں کے توسط (واسطہ) اور وسیلہ سے التجا کرے۔ (صراط مستقیم، ص ۵۵)

۲۔ مولوی اسماعیل دہلوی مزید لکھتا ہے کہ:۔ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ مردوں کو طعام اور فاتحہ کے ساتھ نفع پہنچانا خوب نہیں ہے کیونکہ یہ بات بہتر اور افضل ہے۔ (صراط مستقیم، ص ۶۴)

غیر مقلد کے پیشوا نواب صدیق حسن خان بھوپالی کا فتویٰ:۔

زندہ انسان، نماز، روزہ، تلاوت قرآن، حج اور دیگر عبادات کا جو ثواب میت کو ہدیہ کرتا ہے وہ میت کو پہنچتا ہے۔ (الراج الوہاج، جلد ۲)

پس جو مانے مانے، اور جو نہ مانے اسکی ہٹ دھرمی ہے۔ بیشک ایصال ثواب یا فاتحہ خوانی وغیرہ فرض یا واجب نہیں ہے مگر اسکو حرام و بدعت کہنا بہت بڑا ظلم ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔

کونڈوں کی فاتحہ ہو یا کوئی اور ہر ایک کی اصل ایصال ثواب ہے جو شریعت میں موجود ہے بلکہ مخالف بھی دبی زبان میں اس کا اعتراف کرتے ہیں پس جس چیز کی اصل شرع شریف میں

موجود ہے وہ بدعت قبیحہ سیئہ (بہت گندی اور گناہ میں ڈالنے والی بدعت) کیوں کر ہو سکتی ہے؟ ہر نیکی کا ثواب میت کو بھی پہنچایا جاسکتا ہے۔

اِن دلائل حقہ کی رو سے یہ مسئلہ اظہر من الشمس ہو گیا کہ زندوں کا بدنی، مالی اور مرکب عبادت کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے اور اس پر امت کا اجماع واتفاق ہے، بشرطیکہ ثواب پہنچانے کی نیت ہو۔ یہ ایصال ثواب گنہگاروں کے لیے عفو و بخشش اور نیکو کاروں کے لیے رفع درجات اور خوشی و مسرت کا موجب ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ ثواب پہنچانے والے کو بھی پورا پورا اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔ اور نیک میت کا روحانی فیض بھی حاصل ہوگا۔

سبحان اللہ! کن کن طریقوں سے حضور ﷺ نے ایصالِ ثواب فاتحہ و درود اور خیر خیرات کی ترغیب دی ہے۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ یہ سب سنیوں کے لیے ہے۔ بدمذہب نہ زندگی میں اس قسم کے کار خیر کرتے ہیں نہ مرنے کے بعد ان کی اولادیں ان کے لیے کچھ کرتی ہیں اور وہی مثل لوگوں کی صادق آتی ہے کہ "مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود"۔

تعیین کا بیان

گیارہویں شریف، ایام بزرگان دین وغیرہ کے ثواب کے لیے دن، تاریخ، وقت وغیرہ معین کرنا بھی بلاشبہ جائز ہے ورنہ جماعت قائم کرنے، درس و تدریس وغیرہا کے لیے بھی دن، وقت معین کرنا حرام و شرک و بدعت ہوگا اس تعیین کو ناجائز کہنا اور اس پر شرک و بدعت کے فتوی دینا انتہاء درجے کی جہالت ہے۔ شریعت مطہرہ میں ان کار خیر کو معین کر کے کرنے میں ممانعت کی کوئی صورت نہیں اگر ہے تو چند شرائط کے ساتھ ہے ان شرائط کو آگے بیان کیا جائے گا یہاں چند دلائل پیش کیے جاتے ہیں جس سے واضح ہو جائیگا کہ نیک کاموں میں وقت کا تعین کر لینا بہتر ہے۔

تعین کی دلیل قرآن سے:۔ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ۔ (پارہ ۱۳، سورۂ ابراہیم آیت ۵)

ترجمہ: اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا۔ (کنز الایمان)

(فائدہ) ان دنوں کی عظمت کو بیان کرو جن میں قدرت کی نشانیاں ظاہر ہوئی ہیں۔ خداوند قدوس نے ان دنوں کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے جو اپنی خصوصیات اور عظمت کے اعتبار سے اہمیت رکھتے ہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبوبی شان کے اعتبار سے آپ کی گیارہویں بھی انہی ایام کی ایک کڑی ہے اس دن امت مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی یاد سے کتنا سرشار ہوتی ہے۔

تعین کے دلائل احادیث مبارکہ سے

نفقہ کا تعین:۔

عِنْدَ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَنْ وَسِعَ لِعَیَالِہٖ فی النفقة یوم عاشورہ او سبع الله علیه سائر سنة قال سفیان انا تدجز نیاہ فوجدنا کذالک.

ترجمہ:۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔ کہ جو شخص کشادگی دے گا نفقہ (خرچہ، اخراجات) میں اپنے عیال پر عاشورہ کے دن، کشادگی فرمائے گا اس پر اللہ تعالیٰ سال بھر۔ حضرت سفیان علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا اور ایسا ہی پایا۔

فائدہ:۔ اہل وعیال کو خرچ دینا اور انکی سہولت ہر وقت شریعت کی عین مراد ہے لیکن اسے یوم عاشورہ کے ساتھ معین کر دیتا ہے کہ مصلحت کے پیش نظر کار خیر میں تعیین ہونا چاہیے۔

قرآن کی تلاوت کا تعین:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ قَرَءَ حٰمٓ الدُّخَانِ فِیْ لَیْلَةِ الْجُمُعَةِ غُفِرَ لَه. (ترمذی شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:۔ جس نے سورۃ دخان جمعہ کی رات کو پڑھی وہ بخشا گیا۔

عَنْ کَعْبٍ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِقْرَءُوْا سُوْرَةَ هُوْدٍ یَوْمَ الْجُمُعَةِ. (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ حضرت ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:۔

"سورۃ ہود جمعہ کے دن پڑھو"۔

فائدہ:۔ قرآن پاک کی تلاوت کا کوئی وقت مقرر نہیں جب بھی پڑھے گا ثواب ملے گا لیکن دخان وہود کو جمعہ کے دن پڑھنے کا تعین کیا گیا اس کو اس دن پڑھنے سے خاص برکتیں حاصل ہوں گی۔

زیارت قبور کا تعین:۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ نُعْمَانَ مَنْ زَارَ قَبْرِ اَبَوَیْهِ اَوْاَحَدَ هُمَا فِیْ کُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَلَہٗ. (رواہ البیہقی)

ترجمہ:۔ جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت ہر جمعہ کو کی وہ مغفور (جسے بخش دیا گیا ہو یا بخشا ہوا) ہے۔

فائدہ:۔ زیارت قبور مسنون ہے اور ہر وقت ہو سکتی ہے لیکن حدیث شریف میں جمعہ کے دن

سے متعین فرمایا اگر تعیین ناجائز ہوتی تو اسے جمعہ کے دن سے مقید (پابند) نہ کیا جاتا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ اَخْرَجَ بْنِ جَزِیْزٍ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَبْرَاهِیْمَ قَالَ کَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَاتِیْ قُبُوْرُ الشُّهَدَاءِ عَلٰی رَاسِ کُلِّ حَوْلَ فَیَقُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ. (مشکوۃ شریف)

ترجمہ:۔ حضور ﷺ ہر سال کے شروع میں شہیدوں کے مزارات پر تشریف لیجاتے اور فرماتے کہ سلام ہو تم پر اس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا تمہاری عاقبت (آخرت) کیا ہی اچھی ہوئی۔

فائدہ:۔ جب زیارت قبور ہر وقت ہو سکتی ہے تو حضور ﷺ نے ان نیک کاموں کو تعیین ایام کے ساتھ مخصوص فرمایا دراصل تعیین ایام میں فوائد اور مصالح (فائدے اور مصلحتیں) و خیر و برکات ہیں۔

عرس کا بیان

عرس کا ثبوت:۔ ہماری مذکورہ بحث سے عرس کے تعیین کا ثبوت بھی ملا۔ کیونکہ وہ بھی بزرگانِ دین علیہ الرحمہ کے ایصال ثواب کیلئے متعین تاریخ میں ہوتا ہے لیکن اس میں ایک راز اور بھی ہے وہ یہ کہ تاریخ مقررہ پر احباب متعلقین کو جدید اطلاع نہیں دینی پڑیگی یہی وجہ ہے کہ ہم دینی، سیاسی جلسوں کے لئے ہزاروں جتن کرتے ہیں لیکن پھر بھی اس قدر مخلوق کا ہجوم نہیں ہو سکتا جتنا اولیاء اللہ علیہم الرحمہ کے اعراس میں بن بلائے خلقِ خدا کا اژدہام (ہجوم، مجمع) ہوتا ہے۔

عرس کیا ہے......؟:۔ عرس وہ ہے جو ہم بزرگان دین کے وصال کے ایام میں مناتے ہیں کیونکہ وہ دن انکی قبر کے سوالات کی کامیابی کا دن ہے علماء کرام فرماتے ہیں جو اس امتحان میں فیل ہو گیا گویا وہ ہر امتحان (محشر، میزان، پل صراط) میں فیل ہو گیا اور جو اس امتحان سے پاس ہو گیا وہ آگے کے ہر امتحان میں پاس ہو جائے گا جو قبر کے سوالات کے امتحان میں پاس ہو جاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں سو جا ایسے سو جا جیسے دلہن سوتی ہے کیونکہ یہ دن ان کی کامیابی آزادی اور محبوب خدا حضور نبی کریم ﷺ کے دیدار سے مشرف ہونے کا دن ہے اس لیے عرس منایا جاتا ہے اور انکے ایصال ثواب کے لیے ذکر خیر قرآن خوانی نعت خوانی اور ان کی سیرت پر بیان کا اہتمام کیا جاتا ہے علماء کرام فرماتے ہیں کہ بزرگوں کا ذکر معصیت (گناہوں) کو مٹاتا ہے ایصال ثواب کرنا قرآن واحادیث سے ثابت ہے جو لوگ اس کا انکار کرتے ہیں وہ قرآن واحادیث کا انکار کرتے ہیں۔

ایصال ثواب کے بارے میں آتا ہے جو شخص گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر تمام مومنین مسلمان کو ایصال کرے تو اس پر تمام مردوں کی گنتی کے برابر اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھ دی جاتی ہے۔

خصوصی فیض:۔ مفسرین ومحدثین وفقہاء کرام فرماتے ہیں کہ روح جس دن وساعت میں جسم سے جدا ہوئی اس وقت روح عود کرتی ہے۔

چنانچہ صاحب مجموع الروایات کا قول ہے:

ترجمہ:۔ یعنی جب کوئی شخص کھانا کھلانے کا ارادہ کرے تو روز وفات بلکہ وقت وفات کا خیال رکھے اور احتیاط کے ساتھ اس ساعت کا خیال رکھے۔ جس میں میت کی ارواح عالم بالا کی طرف منتقل ہوتی ہے اس لئے کہ اموات کی روحیں ہر سال عرسوں میں اس مقام وساعت میں حاضر ہوتی ہیں جس میں اس کا انتقال ہوا ہے پس مناسب یہی ہے کہ اسی ساعت میں کھانا وغیرہ کھلایا جائے کیونکہ اس سے میت کی روح خوش ہوتی ہے اور اس میں بڑی تاثیر ہے۔

اسی طرح منقول ہے **خزینتہ الجلال جمع الجوامع** مصنفہ حضرت علامہ مولانا جلال الدین سیوطی اور سراج الہدایہ مولانا جلال الدین۔

فیصلہ نبوی:۔ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ:۔ **لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ**

میری امت کا اجماع گمراہی پر نہیں ہوسکتا۔ (مشکوٰۃ شریف)

دوسری حدیث میں وارد ہے:۔ "مَارَاٰہُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنَۃً فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنَۃٌ۔

جسے اہل ایمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل ومرقات شرح مشکوٰۃ)

حضرت عبدالقدوس گنگوھی قدس سرہ کا فتویٰ:۔

حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکتوب صد ہشتادہ دوم " مکتوبات قدسی "میں مولانا جلال الدین رحمتہ اللہ علیہ کو لکھتے ہیں کہ:

"اعراس پیراں برسنت پیراں بہ سماع و صفائی جاری دارند".

یعنی پیران طریقت کے عرس ان بزرگوں کی روش پر سماع وصفائی کے ساتھ جاری رکھیں۔

اس قسم کے اقوال بزرگان دین اور سلف وصالحین کے یہاں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ جن میں تعیین ایام اور فاتحہ کی تائید ہوتی ہے۔

جملہ دیوبند کے پیرومرشد نے فرمایا:۔

دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی، فیصلہ ہفت مسئلہ میں لکھتا ہے کہ:۔

لفظ عرس، خود اس حدیث سے ہے کہ **کنومۃ العروس** یعنی بندہ صالحہ سے کہا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام کر کیونکہ موت مقبولان الٰہی کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے، اس سے بڑھ کر کون سی عروس (ملاپ وخوشی) ہوگی۔ چونکہ ایصال ثواب بروح اموات مستحسن (مرنے والوں کی ارواح کو

ایصال ثواب اچھا عمل ہے) ہے۔ خصوصی جن بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل ہوئیں ان کا حق زیادہ ہے۔ حاجی صاحب آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں۔ مشرب فقیر اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر و مرشد کی روح کو ایصال ثواب کرتا ہے۔

فائدہ:۔ پیر و مرشد استاد تو عرس اور گیارہویں اور انکی تعیین کے قائل و عامل ہوں لیکن مرید و شاگرد انہیں حرام و بدعت کے فتوے صادر کریں اس کا فیصلہ ناظرین پر چھوڑتا ہوں۔

خلاصہ یہ کہ گیارہویں کا دن مقرر کرنا، نہ رکن ہے، نہ شرط، کہ اس کے بغیر بھی یہ ختم شریف درست ہے۔ چونکہ ایک روایت کے مطابق آپ کا وصال ربیع الثانی کی گیارہ تاریخ کو ہوا اس لئے اکثر لوگ ختم شریف کے واسطے اس تاریخ کو خصوصی طور پر اہتمام کرتے ہیں نہ کے واجب یا ضروری سمجھ کر، اور یہی وجہ ہے کہ یہ ختم شریف گیارہویں کے نام سے موسوم و مشہور ہو گیا ہے۔ کسی مسلمان کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ختم شریف گیارہویں تاریخ سے قبل یا بعد جائز نہیں ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ ماہ کی ابتدائی تاریخوں سے لیکر آخری تاریخوں تک مختلف مساجد اور جگہوں میں آپ کا ختم شریف ہوتا رہتا ہے سب کا نام گیارہویں دیا جاتا ہے کوئی مسلمان گیارہویں کو فرض یا واجب نہیں سمجھتا کہ اس کے نہ کرنے سے بندہ پر کسی قسم کی گرفت ہوگی البتہ چونکہ ایک بابرکت عمل ہے اس سے دنیا میں بھی فائدہ ہے اور آخرت میں بھی۔

تعین کو اپنی طرف سے حرام کہہ کر وہابیوں دیوبندیوں نے شریعت پاک پر بہتان باندھا ہے کہ کسی نیکی کو معین کیا جائے تو وہ حرام ہے۔ ہم عوام دیوبندیوں، وہابیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے کسی مولوی سے قرآن مجید کی صرف ایک آیت پڑھوائیں جس میں حکم ہو کہ جائز طریقہ کی تعین حرام ہے حالانکہ آیات قرآنی کا کوئی جملہ اور احادیث مبارکہ کے تمام تر ذخیرے سے ایک حدیث یا حدیث کا ایک جملہ بھی ایسا نہیں مل سکتا جس میں تعین ایام کو اشارہ کنایہ میں حرام اور بدعت وغیرہ کہا گیا ہو۔

اسی طرح تمام تر اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ایک قول بھی ایسا نہیں مل سکے گا جس میں تعین کی تردید کی گئی ہو۔ (یعنی ایام کو مخصوص کرنے سے منع کیا گیا ہو)

ہمارا مندرجہ بالا دعویٰ بالکل درست ہے اور مخالفین ہمارے اس دعویٰ کو قرآن کے دلائل سے توڑنے کی ہمت نہیں رکھتے تو پھر مجبوراً کہنا پڑے گا۔ (لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ)

حالانکہ شریعت کے اکثر امور تعینات کے بغیر ہوتے ہی نہیں اور خود اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے بہت سے امور متعین فرمائے۔

فی الحال چند ایک دلائل پیش کرتا ہوں تاکہ ناظرین یقین کر سکیں کہ شریعت مصطفویہ (ﷺ) میں تعین برائے مصلحت نیکی کے امور میں جائز ہے۔

دلیل عقلی:۔ نظام کائنات کا وہ کون سا کام ہے جس کے لئے کوئی دن معین نہیں۔ نوع انسانی کی تخلیق سے لے کر عالم آخرت تک کوئی بھی قضیہ (معاملہ) تعین یوم سے خالی نہیں۔ بچے کے پیدائش کا دن معین ہے۔ شادی کا دن معین ہے۔ موت کا دن معین ہے بہار اور خزاں کے دن معین ہیں۔ روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ کے دن معین، غرض دینی و دنیوی امور معین ایام ہی میں انجام پذیر ہوتے ہیں اور پھر لطف کی بات تو یہ ہے کہ جو لوگ تعین یوم کو بدعت اور ناجائز کہتے ہیں ان کا اپنا کوئی کام بھی معین دن کے بغیر نہیں ہوتا۔ جلسوں کے دن معین کانفرنسوں کے دن معین، تبلیغی دوروں کے دن معین اگر بنظر عمیق (گہری نظر سے) دیکھا جائے تو تعین یوم کا انکار کرنا قانون فطرت ہی کے خلاف ہے کیونکہ اگر تمام امور یوں ہی بے قائدگیوں اور بغیر تعین ایام کے شروع کر دیئے جائیں تو نظام حیات ہی درہم برہم ہو جائے گا۔ یہ مسئلہ بالکل واضح ہے جس پر دلائل کی بالکل ضرورت نہیں۔

تعینیات: گیارہویں شریف، اعراس اور ایصال ثواب کے لیے دیگر نیک امور کئے جاتے ہیں کفر، شرک، بدعت، حرام اور ناجائز کیوں ہو جاتے ہیں؟ کیا کوئی شخص دین و دنیا کا کوئی کام بغیر دن اور وقت کا تعین کئے سرانجام دے سکتا ہے؟

پیدائش سے لے کر مرتے دم تک انسان ایام و اوقات کا پابند ہوتا ہے۔ یا پابند کر دیا جاتا ہے۔ ہم یہاں مثالیں نہیں بیان کریں گے بلکہ ہر ذی شعور (عقل مند) سے درخواست کریں گے کہ خدارا سوچئے اور خوب سوچئے کہ کیا دن اور وقت کا تعین کرنا حقیقت میں کفر و شرک ہے یا بھٹکے ہوئے ذہنوں کی اختراع (پیداوار، گھڑی ہوئی) اور بہکے ہوئے دماغوں کی یاوہ گوئی اور بیہودگی (بدتمیزی) کی منہ بولتی تصویر ہے۔

ہماری اس درخواست پر جو لوگ غور فرمائیں گے اُن کی نوازش ہے اور جنکے ذہن اب بھی ان حضرات صاحبان کے فرامین تعصب آفرین (تعصب سے بھرے ہوئے) میں الجھے ہوئے ہیں۔ وہ غور فرمائیں کہ تعینات ایام کے متعلق شریعت مقدسہ کا کیا حکم ہے۔

قرآن مجید

رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا:۔

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ۔ (پارہ نمبر ۱۳، سورہ ابراہیم، آیت: ۵)

ترجمہ: اور اُنھیں اللہ کے دن یاد دلا۔ (کنزالایمان)

یعنی بنی اسرائیل کو وہ دن بھی یاد دلاؤ جن میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر نعمتیں اتاریں۔ جیسے غرق فرعون، من وسلویٰ (بنی اسرائیل پر آسمان سے نازل ہونے والا رزق) کا نزول وغیرہ۔

فائدہ:۔ معلوم ہوا کہ جن دنوں میں رب تعالیٰ اپنے بندوں کو نعمت دے ان کی یادگار منانے کا حکم ہے۔

احادیث سے ثبوت

روزوں کا تعین

مشکوٰۃ کتاب الصوم میں ہے سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ فِيْهِ وَلَدْتُ وَفِيْهِ اُنْزِلُ عَلَيَّ.

ترجمہ:۔ حضور ﷺ سے دوشنبہ (بروز پیر) کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسی دن ہم پیدا ہوئے اور اسی دن ہم پر وحی کی ابتدا ہوئی۔

فائدہ:۔ حدیث سے ثابت ہوا کہ یادگار منانا سنت اس کے لئے دن مقرر کرنا سنت حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں عبادت کرنا سنت ہے۔ عبادت خواہ بدنی ہو جیسے کہ روزہ اور نوافل یا مالی ہو جیسے کہ صدقہ وخیرات تقسیم شیرینی وغیرہ۔

مشکوٰۃ باب الصوم فصل ثالث میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ مکے سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو وہاں یہودیوں کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہوئے پایا ان سے اسکا سبب پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غلبہ عطا کیا تھا ہم اس کی (دن کی) تعظیم کرتے ہیں اور اس دن روزہ رکھتے ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَنَحْنُ اَحَقُّ وَاَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ ہم موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں فَصَامَهٗ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ خود بھی اس دن روزہ رکھا اور لوگوں کو عاشورہ کے روزہ کا حکم دیا چنانچہ اول اسلام میں یہ

روزہ فرض تھا۔ اب فرضیت تو منسوخ ہو چکی مگر استحباب (مستحب) ہونا باقی ہے۔
مشکوٰۃ کے اسی باب میں ہے کہ عاشورہ کے روزے کے متعلق کسی نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ اس میں یہود سے مشابہت ہے تو فرمایا کہ اچھا سال آئندہ اگر زندگی رہی تو ہم دو روزے رکھیں گے یعنی چھوڑا نہیں۔ بلکہ زیادتی فرما کر اہل کتاب کی مشابہت سے بچایا۔

نمازوں کے وقت کا تعین:۔

یہ نمازیں گذشتہ انبیاء کی یادگاریں ہیں:۔

فجر:۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا میں آ کر رات دیکھی تو پریشان ہوئے۔ صبح کے وقت دو رکعت شکرانہ ادا کیں یہ فجر کا وقت تھا۔

ظہر:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں دنبہ پایا، لخت جگر کی جان بچی، قربانی منظور ہوئی تو چار رکعت شکرانہ میں ادا کیں، یہ ظہر کا وقت تھا۔

عصر:۔ حضرت یونس علیہ السلام نے جب چار اندھیروں سے نجات پانے پر اللہ کے حضور شکرانے کی چار رکعتیں پڑھی یہ عصر کا وقت تھا اللہ تعالیٰ نے اسی وقت میں چار رکعتیں امت محمدی ﷺ پر فرض کر دیں تا کہ حضرت یونس علیہ السلام کی مصیبت کو لوگ یاد رکھیں۔

مغرب:۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے شکرانے میں تین رکعت پڑھی پہلی رکعت اپنی بینائی واپس آنے کے شکرانے میں دوسری رکعت حضرت یوسف علیہ السلام کے زندہ رہنے کی خوشی میں تیسری رکعت حضرت یوسف علیہ السلام کے دین ابراہیم پر قائم رہنے کی خوشی میں یہ مغرب کا وقت تھا۔

عشاء:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چار فکروں سے چھٹکارا پانے کے شکرانے میں ادا کی یہ عشاء کا وقت تھا اللہ تعالیٰ نے اس شکرانے کی نماز امت محمدی ﷺ پر چار رکعتیں فرض کر دیں تا کہ امت محمدی ﷺ باطل کے مقابلے میں حق کی کامیابی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیں۔ چار فکریں: (۱) دریائے نیل سے اپنے آپکو صحیح سلامت پار ہونے کی فکر (۲) اپنی قوم کو صحیح سلامت دریا عبور کرنے کی فکر (۳) فرعون سے نجات پانے کی فکر (۴) دشمن کی تباہی یعنی "فرعون" اور اس کے لشکر کے غارت ہونے کی فکر عشاء کے وقت ان چاروں فکرات سے نجات ملی۔ معلوم ہوا کہ نماز کی رکعت اور وقت بھی دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی یادگار ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں وقتوں میں امت محمدی ﷺ پر نمازیں فرض کر دیں اور انبیائے کرام

کی شکرانے میں پڑھنے والی نماز کو یادگار دین بنایا۔

حج اول تا آخر ہاجرہ و اسماعیل و ابراہیم علیہم السلام کی یادگار ہے اب نہ تو وہاں پانی کی تلاش ہے۔ اور نہ شیطان کا قربانی سے روکنا۔ مگر صفا و مروہ کے درمیان چلنا۔ بھاگنا منیٰ میں شیطان کو کنکریاں مارنا بدستور ویسے ہی موجود ہے۔ محض یادگار کے لئے اور پھر متعین اوقات میں۔

خلاصہ:۔ بہر حال تعین نہ شرعاً حرام ہے نہ اس پر مخالفین کے پاس کوئی دلیل ہے۔ ہاں چند ایسے امور ہیں جہاں ہم بھی تعین کا منع کرتے ہیں۔ وہ چند امور مندرجہ ذیل ہیں۔

تعین کی ممانعت پر چند شرائط:۔

(۱) وہ دن یا جگہ کسی بت کی نسبت رکھتی ہو۔ جیسے ہولی، دیوالی کو اس کی تعظیم کے لئے دیگ پکا کر یا مندر میں جا کر صدقہ کرنا حرام اور بسا اوقات کفر ہے۔

(۲) کسی نے بوانہ (جگہ کا نام) میں اونٹ ذبح کرنے کی منت مانی تو حضور علیہ اسلام نے فرمایا۔ کیا وہاں کوئی بت یا کفار کا میلہ تھا۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا اپنی منت پوری کر۔ (مشکوۃ شریف، باب النذر)

(۳) منت کے تعین میں کفار کی مشابہت کرنا اور اس تعین کو واجب جاننا دونوں ممنوع ہیں یعنی وہ دن اور وہ وقت جس کو کفار سے کوئی نسبت اور مشابہت ہو اسی دن اگر مسلمان اپنی منت پوری کرے گا تو کفار سے مشابہت ہوگی اس لیے اگر کسی مسلمان نے اُس وقت اور اُس دن میں کوئی منت مانی ہے تو کسی اور دن اور وقت میں پوری کرے تاکہ مشابہت سے بچ جائے۔ اسی لئے حدیث شریف میں صرف جمعہ کے روزے سے منع فرمایا گیا۔ (جو حضرات جمعہ کا روزہ رکھتے ہیں وہ ہفتہ یا جمعرات کو ساتھ ملالیں یعنی جمعرات جمعہ کا یا جمعہ ہفتہ کا روزہ رکھیں تاکہ مشابہت نہ ہو اگر کوئی صرف جمعہ ہی کا روزے رکھے گا تو روزہ تو ہو جائے گا البتہ مشابہت سے بچنا بہتر ہے) کیونکہ اس میں یہود سے مشابہت ہے اور ہم اہلسنّت کے جملہ معاملات میلاد شریف، رجبی شریف (رجب کے کونڈے)، اعراس مبارکہ، گیارہویں شریف، جمعراتیں، چہلم، سوئم، برسی وغیرہ مذکورہ خرابیوں سے خالی، بالکل جائز ہیں۔

ہولی اور دیوالی پوجنا کفر ہے کہ یہ عبادت غیر اللہ ہے کفار کے میلوں، تہواروں میں شریک ہو کر ان کے میلے اور جلوس مذہبی کی شان و شوکت بڑھانا کفر ہے جیسے رام لیلا اور جنم اشٹمی اور رام نومی وغیرہ کے میلوں میں شریک ہونا، یونہی ان کے تہواروں کے دن محض اس وجہ سے چیزیں خریدنا کہ کفار کا تہوار ہے یہ بھی کفر ہے جیسے دیوالی میں کھلونے اور مٹھائیاں خریدی جاتی ہیں کہ آج خریدنا دیوالی منانے کے سوا کچھ نہیں یونہی کوئی چیز خرید کر اس روز مشرکین کے پاس ہدیہ

کرنا جبکہ مقصود اس دن کی تعظیم ہو تو کفر ہے۔ (بحر الرائق)

مسئلہ: مسلمانوں پر اپنے دین و مذہب کا تحفظ لازم ہے دینی حمیت اور دینی غیرت سے کام لینا چاہئے۔ کافروں کے کفری کاموں سے الگ رہیں مگر افسوس کہ مشرکین تو مسلمانوں سے اجتناب کریں اور مسلمان ہیں کہ ان سے اختلاط رکھتے ہیں اس میں سراسر مسلمانوں کا نقصان ہے۔ اسلام خدا کی بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرلو اور جس بات میں ایمان کا نقص ہے اس سے دور بھاگو ورنہ شیطان گمراہ کردے گا اور یہ دولت تمہارے ہاتھوں سے جاتی رہے گی۔ پھر کف افسوس ملنے کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ اے اللہ تو ہمیں صراط مستقیم پر قائم رکھ اور اپنی ناراضگی کے کاموں سے بچا اور جس بات میں تو راضی ہے اس کی توفیق دے۔ تو ہر دشواری کو دور کرنے والا ہے اور ہر سختی کو آسان کرنے والا ہے۔

خلاصہ یہ کہ بارھویں شریف، گیارہویں شریف، نذر و نیاز، بزرگوں کی فاتحہ وغیرہ ایصال ثواب کا دوسرا نام ہے۔ اس میں خیرات وصدقات اور کلام الٰہی۔ مجلس وعظ وغیرہ کا ثواب حضور نبی کریم ﷺ، انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام اور اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو نذر کیا جاتا ہے جس میں شرعی لحاظ سے کوئی برائی نہیں۔

چونکہ عموماً مخالفین عوام اہلسنت کو خواہ مخواہ پریشان کرتے ہیں اور کتب کی ورق گردانی سے گھبراہٹ محسوس کی جاتی ہے اسی لئے بقدر ضرورت یہاں چند سولات وجوابات کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

(سوال) گیارہویں بدعت ہے اس لئے کہ یہ حضور ﷺ سے لیکر خیر القرون (حضور ﷺ کے دور کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا دور، یعنی بہترین دور) کے بعد تک بھی کسی نے نہیں کی؟

(جواب) مخالفین کا یہ سوال بہت پرانا اور ہرجائی ہے کہ ہر مسئلہ حق اہلسنت کو اس بدعت پر ڈھالینگے حالانکہ خود بدعت کا مفہوم غلط سمجھے ہوئے ہیں اس لئے انہیں حق بات باطل نظر آتی ہے۔

بدعت کی صحیح تعریف وہی ہے جو حضور سرور عالم ﷺ نے خود بتائی وہ یہ کہ:

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ.

ہر وہ امر جو ہمارے امر اسلام سے نہیں وہ مردود ہے۔

فائدہ:۔ فی امرنا کے بعد "مالیس منه" کی قید اسی لئے ہے کہ ہر بدعت حرام نہیں بلکہ وہ بدعت ہے جو دین اسلام میں اصول کے خلاف ہو۔ چنانچہ مخالفین کے ایک معتمد علیہ (قابل اعتماد شخص) نے بھی لکھا ہے۔

ترجمہ: مشکوٰۃ شریف (اردو) میں نواب قطب الدین صاحب نے یہی لکھا ہے کہ لفظ مالیس منه میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ یعنی جو کام قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو اس کو رواج دینا بُرا نہیں۔
قرآن کریم کا چھپنا، زیر، زبر، پیش لگانا، ترجمے وغیرہا سب خیر القرون میں نہ ہوا، بخاری شریف وغیرہ بھی نہ تھی کیا یہ سب بدعت وشرک ہیں؟۔ اور مولوی اشرف علی تھانوی قرآن کریم کا ترجمہ کر کے بقول آپ کے مشرک ہوئے؟ وغیر ذالک۔
سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ گیارہویں شریف کا قرآن وحدیث سے ثبوت دو۔ جب قرآن و حدیث میں اس کا کہیں حکم نہیں ہے تو پھر کیسے جائز ہوگئی؟
جواب: اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ اگر قرآن وحدیث میں گیارہویں شریف کا ذکر ہوتا تو پھر یہ فرض یا واجب ہوتی اور ہم اس کو نہ فرض سمجھتے ہیں اور نہ واجب جیسا کہ ہم اپنے عقیدے کی وضاحت میں شروع میں تحریر کر چکے ہیں ہم اس کو جائز ومستحب سمجھتے ہیں اور اس کے جائز ہونے کے دلائل بے شمار ہیں۔ یہ سب ایصال ثواب ہیں جس کا جائز ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔
سوال: ایصال ثواب تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا ہے۔ اور تم اسے غوث اعظم کے نام کرتے ہو؟
(جواب) یہ اہلسنت پر بھاری بہتان ہے اور تقریباً ایسے غلط تاثرات دے کر عوام کو وہابی دیوبندی اپنے دام تزویر (جھوٹ اور دھوکے کا جال) میں پھنسا لیتے ہیں ورنہ ہم نے بار ہا کہا ہے لکھا ہے اور کہتے ہیں اور کہتے رہینگے کہ ہم گیارہویں یا عرس یا دیگر نذر و نیاز سب نیک کام اللہ تعالیٰ کے لئے کرتے ہیں البتہ اس کا ثواب انبیاء (علیہم السلام) واولیائے کرام اور غوث اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی ارواح مقدسہ کو پہنچاتے ہیں باقی رہا ان اشیاء پر انبیاء (علیہم السلام) واولیائے کرام اور غوث اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا نام لیا جانا یہ مجاز ہے اور ایسے مجازات قرآن واحادیث اور محاورات عرب اور ہمارے یہاں عام رواج اور روزمرہ کا معمول ہیں۔
عقلی دلیل :۔ چونکہ ہر فرد جانتا ہے کہ یہ مسئلہ حقیقت ومجاز (حقیقت اور اختیار یعنی اختیاری طور پر کسی چیز کو کسی کے ساتھ کیوں نہ منسوب کیا جائے لیکن درحقیقت اس کا مالک ومختار اللہ ہی ہے) کا ہے۔ جس طرح کائنات کی ہر چیز کا مالک ومتصرف (اختیار اور قدرت رکھنے والا مالک) حقیقی اللہ تبارک وتعالیٰ ہے اسی طرح ہر قسم کی گیارہویں دیگر نذر، نیاز حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔
گیارہویں نیاز وغیرہ مجاز کے طور پر انسانوں سے منسوب کی جاسکتی ہے جیسے فلاں کی

روٹی اور فلاں کا مکان وغیرہ وغیرہ۔

اگر حقیقت ومجاز کے اس مسئلہ پر اعتقاد ویقین نہ رکھا جائے تو پھر دنیا کی کوئی چیز بھی کسی دوسرے سے منسوب نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی حلال اور جائز رہ سکتی ہے۔

(سوال) اگر واقعی گیارہویں شریف ایصال ثواب ہے تو پھر تم اسے نذر و نیاز سے کیوں تعبیر کرتے ہو۔ حالانکہ نذر و نیاز صرف اللہ تعالیٰ کی ہے تم اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص باتوں کو پیروں فقیروں کے لئے ثابت کرتے ہو۔ اسی لئے مشرک ہو۔

(جواب) یہاں بھی وہی حقیقت و مجاز والی بات ہے اس لئے کہ ہم نذر و نیاز مجازاً ہدیہ وتحفہ پر استعمال کرتے ہیں اور یہ ہمارا ادب ہے کہ ہم انبیائے کرام، اولیائے کرام علیہم السلام کے ایصال ثواب کو نذر و نیاز وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں وہ اس لئے کہ ہم انبیائے کرام (علیہم السلام) و اولیائے کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو زندہ مانتے ہیں اور یہ بحث اپنے مقام پر حق ہے اور شرعی امور پر سینکڑوں مسائل ایسے ہیں جن میں شرعی اصطلاحات کو مجازاً دوسرے معانی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ چند حوالوں سے غیر مقلدین اور دیوبندیوں کا منہ تو بند ہو سکتا ہے لیکن ضد البتہ نہیں جائے گی اس لئے کہ وہ لاعلاج بیماری ہے۔

ابن ماجہ کی حدیث میں ہے کہ:۔ اللہ کا نبی زندہ ہے اور روزی دیا جاتا ہے۔

مثال:۔ ایک مسلمان کا ہندو پڑوسی ہو دونوں بکرے خریدیں مسلمان بکرے پر اللہ کا نام لیتا رہا اور ہندو بت کا۔ لیکن ذبح کے وقت ہندو کے قصاب نے مسلمان کا سمجھ کر بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کیا اور مسلمان کے قصاب نے ہندو کا سمجھ کر بت کا نام لیا مثلاً "بسم اللات العزی" ایمان سے بولیے ان میں سے حلال طیب کونسا بکرا ہوگا وہی نا جس پر بِسْمِ اللّٰہِ پڑھی گئی حالانکہ اس پر پہلے بت کا نام لیا گیا دوسرا حرام ہے اسلئے کہ ذبح کے وقت بت کا نام آیا اگرچہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا۔

اگر ہم نے نذر و نیاز کے لیے " بکرا یا شیرینی " پر غوث اعظم اور دیگر اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نام لیا بقول مخالفین ناجائز نسبت سہی لیکن بکرے کو ذبح کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا نام لیکر اور شیرینی پر قرآن پڑھنا تو بقانون مذکور (مذکورہ قانون کے تحت) حرام کیوں؟ یہ صرف ضد نہیں تو اور کیا ہے۔

فاتحہ کے آداب

آداب فاتحہ کا لحاظ رکھنا ضروری ہے حلال اور پاک چیزوں پر فاتحہ دینا چاہئے۔ فاتحہ لوگوں کو دکھانے اور اپنے نام کی غرض سے نہ ہو بلکہ خالص اللہ کی رضا کے واسطے ہو۔ بہتر ہے کہ اپنے گھر میں فاتحہ کی چیزیں نہایت ستھرائی کے ساتھ پکائی جائیں کیونکہ گھر کی چیزوں میں احتیاط بہت زیادہ ہوتی ہے اور اگر گھر میں نہ پکا سکیں تو بدرجہ مجبوری کسی پرہیزگار مسلمان کی دکان سے خرید کر فاتحہ دلائیں۔ اور ایسی چیزوں پر فاتحہ دلائیں جو خود کو پسند ہوں یا عام طور پر ہر شخص پسند کرتا ہو مثلاً حلوہ، مٹھائی، کھیر اور وہ چیز جس میں شکر پڑی ہوئی ہو، کیونکہ حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا مومن میٹھے ہیں اور میٹھی چیزوں کو پسند کرتے ہیں اور خود بھی حضور اکرم ﷺ میٹھی چیز پسند فرماتے اور قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ۔

(پ۴ سورۂ آل عمران آیت ۹۲)

ترجمہ:۔ تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو۔ اور اس سے زیادہ کونسی چیز محبوب ہوگی جس کو خود اللہ کے محبوب ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ نے پسند فرمایا ہو اسی طرح گوشت پر فاتحہ دینا چاہیے کیونکہ حضور ﷺ نے گوشت کو بھی پسند فرمایا ہے اور میٹھے پھل، شہد، شربت، دودھ، پلاؤ، زردہ اور حلیم وغیرہ ان میں سے کوئی ایک شئے ہو یا سب ہوں حسب توفیق بلکہ اس شئے کا انتظام کیا ہو جو انہیں (صاحب عرس، صاحب فاتحہ) پسند ہو جن کی فاتحہ یا نذر کرنا مقصود ہے۔ جس جگہ فاتحہ دی جائے وہاں لوبان یا اگربتی بھی سلگائیں تو بہتر ہے۔

چند باتیں: چند باتیں ذہن نشین رکھیں کہ ایصال ثواب فاتحہ وغیرہ جو کوئی کرے تو ثواب پائے گا مگر نہ کرنے والے کو گناہ نہ ہوگا۔ کچھ حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ فاتحہ فلاں دن اور فلاں وقت ہی ہو سکتا ہے اس کے علاوہ نہیں یہ غلط ہے اسی طرح اگر کھانے پینے کی چیزیں سامنے ہوں تو بہتر ہے ورنہ سامنے نہ ہوں تب بھی فاتحہ ہو جائیگی فلاں نیاز صرف گھر میں ہی کھا سکتے ہیں باہر نہیں لے جا سکتے ہیں یا صرف مٹی کے کونڈوں میں ہی ہوگی یا صرف عورتیں ہی کھائیں یہ باتیں غلط ہیں بلکہ ہر کوئی کھا سکتا ہے نیاز سونے چاندی کے برتن کے علاوہ ہر برتن میں ہو سکتی ہے (نیاز وغیرہ کسی بھی دھات (علاوہ سونے) کے برتن میں پکائی جا سکتی ہے اور اسے کوئی بھی شخص کھا سکتا ہے اور جہاں چاہے لے جا بھی جا سکتا ہے)۔ کہ سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا ممنوع ہے۔

فاتحہ کا طریقہ

ضروری بات: قرآن پاک صحیح تلفظ سے پڑھنا ضروری ہے۔ اس کا خاص خیال رکھیں۔ باوضو قبلہ رخ دوزانو بیٹھیں سامنے کھانا شیرنی، پانی، کپڑا وغیرہ حلال وپاک کمائی سے ہو رکھیں۔

جو درود پاک یاد ہو وہ پڑھیں (یہ بہتر عمل ہے فاتحہ کے لیے ضروری نہیں) ہم یہاں پر درود رضویہ پیش کر رہے ہیں۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ،

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، پڑھ کر قرآن پاک کا ایک رکوع جہاں سے یاد ہو پڑھیں (یہ بہتر عمل ہے فاتحہ کے لیے ضروری نہیں) پھر مع بِسْمِ اللّٰهِ سورۃ الکافرون ایک بار، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ○ لَاۤ اَعْبُدُ مَاتَعْبُدُوْنَ ○ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ○ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ○ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ○ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ○ پھر مع بِسْمِ اللّٰهِ سورہ اخلاص تین بار (ایک بار بھی کافی ہے) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ ○ وَلَمْ يُوْلَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○، پھر مع بِسْمِ اللّٰهِ سورۃ الفلق ایک بار، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ○ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ○ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ○ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ○، پھر مع بِسْمِ اللّٰهِ کے سورہ الناس ایک بار، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○ اِلٰهِ النَّاسِ ○ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○ پھر مع بِسْمِ اللّٰهِ سورہ فاتحہ ایک بار، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

۝غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْنَ ۝، پھر مع بِسْمِ اللّٰهِ سورہ بقرہ الٓمّٓ تا مُفْلِحُوْنَ ۔بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝الٓمّٓ ۝ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ج هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝ (اور پھر) وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝ (اگر وقت ہو اور مناسب سمجھیں تو درود تاج ایک بار، ورنہ درود غوثیہ تین بار)، سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ پھر اگر اپنے سلسلے کا شجرہ یاد ہو اور پڑھنا چاہیں تو پڑھ لیں کہ باعث خیر و برکت ہے۔

فاتحہ کے بعد دعا:۔ پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر درود پاک اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ سَلِّمْ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ پڑھ کر یوں بارگاہِ الٰہی میں عرض کریں کہ:۔ یا اللہ جو کچھ قرآن خوانی یا قرآن پڑھا گیا، نعت خوانی ذکر و اذکار، قصیدہ غوثیہ، قیام درود و سلام نفل نماز تلاوت قرآن مجید، ختم شریف، تبرکات طعام، شیرینی، پھل فروٹ، غرض یہ کہ اے اللہ جو کلمات طیبات پہلے یا اس محفل میں پڑھے یا سنے گئے ان میں جو بھول کر یا جان کر غلطیاں، خامیاں پیدا ہو گئی ہوں ان کو معاف فرما اور اس کی اصلاح کی توفیق عنایت کر۔ اے میرے رب اپنے محبوبِ مکرم (ﷺ) کے صدقے اس کو قبولیت کا درجہ عطا فرما اور اس کے پڑھنے کا ثواب ہمارے عمل ناقص کے مطابق نہیں بلکہ اپنی شایان شان عطا فرما اور اپنے فضل و کرم سے اسے قبول فرما کر اس کا ثواب حضور پرنور سید المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین ﷺ کی بارگاہ عالی میں ہدیۃً تحفۃً پیش کرتے ہیں (نذر کرتے) ہیں قبول فرما اور انکے صدقے و طفیل تمام انبیاء کرام علیہم السلام، امہات

المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن، خلفاء راشدین اہلِ بیت کرام و جملہ صحابہ کرام خصوصاً شہدائے بدر، شہدائے احد، شہدائے کربلا، تابعین، تابعیات، تبع تابعین، تبع تابعات، آئمہ مجتہدین و آئمہ طریقت جملہ مشائخ طریقت و سلسلہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خصوصاً حضور غوث پاک شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، جملہ سادات و جمیع بزرگان سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، اویسیہ وغیرہ وغیرہ امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کا ثواب پہنچا و جمیع ارواح صدیقین، شہداء و صالحین، اولیاء کرام، صوفیائے عظام (متقدمین سے لیکر متاخرین تک) خصوصاً اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور اعلیٰ حضرت کے پیر و مرشد، آباؤ اجداد اور استاد گرامی کو، جملہ مومنین و مومنات، مسلمین، و مسلمات، پیر و مرشد اور والدین میں سے کوئی زندہ بھی ہوں تو ان کو بھی ثواب بخشیں خصوصاً جس کو بخشنا مقصود ہو اس کا نام لیکر ان کی خدمت میں ثواب پیش کریں پھر تمام مومنین حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک اور قیامت تک ہونے والے تمام مسلمانوں کو جن کا خاتمہ مذہب مہذب اہلسنت والجماعت پر ہوا انکو ایصال ثواب کریں ایصال ثواب زندوں کو بھی کر سکتے ہیں۔ اور خصوصاً اس ماہ میں (جس مہینے میں فاتحہ کر رہے ہیں) جن بزرگانِ دین کے ایام آتے ہیں ان کو ایصال کریں۔

پھر مندرجہ بالا تمام بزرگوں کے طفیل رب العزت سے اپنے واسطے نیک دعائیں قبول کرنے کی گذارش کریں۔ خصوصاً ایمان پر خاتمہ کی دعا ضرور کیا کریں۔ جب تک زندہ رہیں مذاہب مہذب اہلسنت و جماعت پر قائم رہیں کیونکہ آئے دن نئے نئے فتنے اور نئے نئے مذاہب نمودار ہو رہے ہیں۔ گمراہ ہونے میں کچھ دیر نہیں لگتی اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے صدقے ایمان کے رہزنوں لٹیروں سے بچائے آمین

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ پھر اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ سَلِّمْ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ پھر سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ پر ختم کریں۔

نوٹ: عورت اور نابالغ بچہ بھی فاتحہ پڑھ سکتے ہیں (آجکل چند ٹکے (روپے) کمانے کی خاطر عوام میں یہ بات مشہور کر دی یہ کہ بغیر اجازت فاتحہ نہیں پڑھ سکتے یہ بالکل غلط اس کی کوئی حقیقت نہیں) عورت اگر فاتحہ کرے تو ضروری ہے کہ آواز نامحرم تک نہ پہنچے اور تلفظ کا صحیح ہونا بھی

بہت ضروری ہے ورنہ بالغ مرد پڑھے اگر بالغ مرد کو بھی صحیح قرآن (تلفظ کے ساتھ) پڑھنا نہیں آتا ہے تو کسی خاص سنی قاری سے پڑھائیں اور صحیح پڑھنے کی خود کوشش کرتے رہیں۔ بے ادب اور گستاخ رسول سے فاتحہ نہ پڑھائیں کہ یہ ظالم مظلوم صورت آہستہ آہستہ بددعا و بلکہ گالیاں تک دے کر منہ پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں۔ اور اپنے ہم عقیدہ (ہم ذہن) دوستوں میں بیٹھ کر خوب ہمارا مذاق اڑاتے ہیں لہٰذا تمام سنی حضرات اس بات کی خاص احتیاط رکھیں۔

اسی طرح یہ یاد رکھیں کہ فاتحہ کا کھانا صرف سنی خوش عقیدہ مسلمان کو ہی کھلائیں کہ بدعقیدہ لوگ اگرچہ فاتحہ کو ناجائز کہتے ہیں مگر کھانے میں سب سے آگے ہوتے ہیں اور ہمارا کھا کر ہمارے ہی خلاف سازشیں کرتے ہیں۔ فقیروں غریبوں کا خاص خیال رکھیں۔

ہوشیار سنیو! ہوشیار: آپ حضرات نہایت سادہ دل واقع ہوئے ہیں اگرچہ آپ کو اپنے عمل کا ثواب مل ہی جائیگا لیکن فائدہ کیا کہ ایک عیار مکار آپ کے مال کھائے بلکہ چاہئے کہ جیسے رزق طیب ہے! کھانے والا بھی طیب ہو کیونکہ "وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ (اور ستھریاں ستھروں کے لئے اور ستھرے ستھریوں کے لئے)" قرآن کا فیصلہ ہے۔ ان غریبوں کو کوا، گوہ، کچھوا اور دیگر غلیظ غذائیں چاہئیں جیسا کہ ان کا مذہب ہے اور قرآن مجید کا فیصلہ ہے۔ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ۔ (گندیاں گندوں کے لئے اور گندھے گندھیوں کے لئے) (پ 18، سورۂ نور آیت نمبر 26)

اس رسالے میں اگر کہیں بھی کوئی اصلاح طلب مقام نظر آئے تو ہمیں ضرور مطلع فرمائیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو قبول فرمائے اور ہم سب کو اسلامی احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کو ہماری نجات کا سبب بنائے تاکہ ہماری دنیا و آخرت سنور جائے اور بزرگان دین علیہم الرحمہ کے فیوض و برکات سے ہمیں مستفیض فرمائے اور اس کا ثواب اہل بیت عظام، وجمیع مومنین ومومنات کو پہنچائے۔ آمین

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

مؤلف:

محمد شبیر رضا خاں اختر القادری

۱۹ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ